تقریر

تقریر بابت اللہ تعالیٰ
وقت 5-7منٹ

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا

اللہ تعالیٰ کی صفت وھاب

(تقریر نمبر 12)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (آل عمران:9)

یعنی اے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہے اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً وہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

وہ تازہ قدرتیں جو خدا پر دلیل ہیں
وہ زندہ طاقتیں جو یقیں کی سبیل ہیں

(درثمین)

معزّز سامعین! مجھے آج اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفت **اَلْوَهَّابُ** پر گفتگو کرنی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام **اَلْوَهَّابُ** ہے۔ اس کے معانی لسان العرب میں لکھے ہیں کہ **اَلْوَهَّابُ** اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے یعنی اَلْمُنْعِمُ عَلَى الْعِبَادِ اپنے بندوں پر انعام کرنے والا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفت **وَاهِبٌ** بھی ہے۔ لکھتے ہیں کہ اَلْهِبَه ایسا عطیہ جو عوض میں کچھ لینے یا دیگر اغراض ومقاصد سے مبرّا ہو اور جب ایسی عطا بہت کثرت سے ہو تو اس عطا کرنے والے کو **وَهَّاب** کہتے ہیں۔ یہ لفظ انسانوں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے لیکن حقیقی **وَهَّاب** اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جو اپنے بندوں کو مانگنے پر بھی اور بغیر مانگنے پر بھی کثرت سے عطا فرماتی ہے۔ ایک حقیقی مؤمن اگر غور کرے تو اللہ تعالیٰ کے **وَهَّاب** ہونے کے نظارے، اس کی عطاؤں اور انعاموں کے نظارے ہر وقت دیکھتا ہے اور یہی بات ہمیں ہمارے زندہ خدا کا پتہ دیتی ہے۔ لیکن جو انسان ناشکرا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کی عطائیں اور فضل نظر نہیں آتے۔ جو دنیا کی آنکھ سے دیکھتا ہے وہ دنیا کو ہی ان چیزوں کا ذریعہ سمجھتا ہے جو اُسے مل رہی ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف حوالوں سے اس لفظ کا بھی استعمال فرمایا ہے اور اپنی اس صفت کا بھی استعمال فرمایا ہے۔ انبیاء اور نیک لوگوں پر اپنی عطاؤں کا بھی ذکر فرمایا ہے اور اپنی صفت کے حوالے سے دعاؤں کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ جس میں نیک اولاد کے لئے بھی دعائیں ہیں، معاشرے کی نیکی کے لئے بھی دعائیں ہیں، اپنے تقویٰ میں بڑھنے کے لئے بھی دعائیں ہیں، ایمان میں مضبوطی کی بھی دعائیں ہیں۔ تو مختلف دعاؤں کا ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کو اپنے مقصد پیدائش کے قریب رکھنے بلکہ اس کا حق ادا کرنے کے لئے اپنے نیک بندوں کو اس طرف توجہ دلائی کہ وہ اپنی اَولاد بلکہ بیویوں کے لئے بھی دعائیں کریں۔ بلکہ بیویوں کو بھی کہا کہ اپنے خاوندوں اور اولاد کے لئے دعائیں کریں تا کہ نیکیوں کی جاگ ایک دوسرے سے لگتی چلی جائے اور نسل در نسل قائم رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (الفرقان:75)

وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔

اِس دعا میں **هَبْ** کے الفاظ میں **وَهَّاب** خدا کی طرف اشارہ ہے۔ کہ وہ لوگ جو **وَهَّاب** خدا سے دعا کرتے ہیں کہ اے **وَهَّاب خدا!** ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔

"ہمارا خدا ہماری بقا اور ہماری نسلوں کی بقا کے لئے ایک دعا سکھا رہا ہے اور اللہ میاں کا دعا سکھانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کو قبول کرنا چاہتا ہے اور کرتا بھی ہے اور دعا کے الفاظ میں هَبْ لَنَا کے الفاظ استعمال کر کے یہ بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے سے کچھ نہیں لینا وہ تمہاری دنیا و عاقبت سنوارنے کے لئے، تمہاری نسلوں کی بقا کے لئے، صحیح راستے پر چلنے کے طریق سکھاتے ہوئے تمہیں انعام دے رہا ہے۔ ان پہ چلو گے تو انعامات کے وارث بنو گے۔ لیکن ہم اس انعام سے فیض پانے والے نہ بنے۔ پس ہمیں اپنے جائزے لیتے ہوئے اُن راستوں پر چلنے کی کوشش کرنی چاہئے جو ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنائیں۔ اپنے گھروں کے سکون کو بھی ہمیشہ قائم رکھیں اور اپنے بچوں اور اپنی اولادوں کی طرف سے بھی ہمیشہ آنکھیں ٹھنڈی رکھیں اور حقیقت میں ہر احمدی گھر میں تقویٰ پر قائم رہنے والے لوگ ہوں۔ احمدی معاشرے میں ہر شخص تقویٰ پر چلنے والا ہو اور یہی چیز پھر خلافت کے انعام سے بھرپور فائدہ اٹھانے والا بنائے گی اور یہی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آنے والے مسیح و مہدی اور امام الزمان کی جماعت میں شامل ہونے کا حق ادا کرنے والا بنائے گی۔ پس خوش قسمت ہیں ہم میں سے وہ جو اس اصل کو سمجھتے ہوئے **وَهَّاب** خدا سے جب مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی انہیں ایسے ایسے طریق سے قرۃ العین عطا فرماتا ہے جس کا ایک انسان تصوّر بھی نہیں کر سکتا۔"

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 5 دسمبر تا 11 دسمبر 2008ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"خدا تعالیٰ ہم کو ہماری بیویوں اور بچوں سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرماوے اور یہ تب ہی میسّر آسکتی ہے کہ وہ (یعنی انسان) فسق و فجور کی زندگی بسر نہ کرتے ہوں بلکہ عباد الرحمن کی زندگی بسر کرنے والے ہوں اور خدا کو ہر شے پر مقدم کرنے والے ہوں۔ اور کھول کر کہہ دیا وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔ اولاد اگر نیک اور متقی ہو تو یہ ان کا امام بھی ہو گا۔ اس سے گویا متقی ہونے کی بھی دعا ہے۔"

(الحکم مورخہ 24/ ستمبر 1901ء)

پس یہ ذمہ داری پہلے مَردوں کی ہے کہ اپنے آپ کو ان راستوں پر چلانے کی کوشش کریں جو اسے عبادالرحمن بنانے والے ہوں۔ عورتیں بھی اپنے گھر کی نگران کی حیثیت سے اس بات کی ذمہ دار ہیں کہ تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنے اور اپنے خاوندوں کے بچوں کی تربیت کریں تا کہ وہ معاشرے کا ایک بہترین اور مفید وجود بن سکیں۔ لیکن عورتوں کی تربیت کے لئے بھی پہلے مَردوں کو قدم اٹھانے ہوں گے۔ جب دونوں نیکیوں پر قدم مارنے والے ہوں گے۔ تو پھر اولاد بھی نیکیوں پر چلنے کی کوشش کرے گی۔ دونوں کی دعائیں بھی اولاد کی تربیت میں مددگار بن رہی ہوں گی۔

بعض میاں بیوی کے تعلقات اس لئے خراب ہو جاتے ہیں یا خاوند اپنی بیوی سے اس لئے ہر وقت ناراض رہتا ہے کہ لڑکے کیوں پیدا نہیں ہوتے؟ لڑکیاں کیوں صرف پیدا ہوتی ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ (الشوریٰ:50) آسمان و زمین کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے عطا کرتا ہے۔

ایک اور جگہ فرمایا جسے چاہتا ہے لڑکے اور لڑکیاں دونوں ملا کر دیتا ہے۔ تو اب جو اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ موہبت ہے۔ اس کے لئے بھی **يَهَبُ** کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں گویا اولاد بھی **وَهَّاب** خدا کی عنایت ہے۔

پھر ایک جگہ فرمایا کہ

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (الصّٰفّٰت:101)

کہ اے میرے ربّ! مجھے صالحین میں سے عطا کر۔

یعنی صالح اولاد عطا کر۔ ایک جگہ یہ دعا سکھائی کہ

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً (آل عمران:39)

اے میرے رب! تو مجھے اپنی جناب سے پاک اولاد بخش۔

پس ہمیشہ **وَھّاب** خدا سے ایسی اولاد کی دعا کرنی چاہئے جو پاک ہو اور صالحین میں سے ہو اور ہمیشہ اس کے قرۃ العین، نیک اور صحت مند اولاد ہونے کی دعا مانگنی چاہئے۔

صالحین کی تعریف میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "صالحین کے اندر کسی قسم کی روحانی مرض نہیں ہوتی اور کوئی مادہ فساد کا نہیں ہوتا"۔

سامعین! آیت جو مَیں نے تقریر کے آغاز پر تلاوت کی ہے۔ حضرتِ مسیح موعود علیہ السلام نے اِس آیت کا ترجمہ یہ فرمایا ہے کہ

"اے ہمارے خدا! ہمارے دل کو لغزش سے بچا اور بعد اس کے جو تُو نے ہدایت دی ہمیں پھسلنے سے محفوظ رکھ اور اپنے پاس سے ہمیں رحمت عنایت کر کیونکہ ہر ایک رحمت کو تُو ہی بخشتا ہے۔"

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 127)

حضرتِ خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اس حوالے سے فرماتے ہیں۔

"اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی صفت وَھّاب کا واسطہ دے کر اپنے دین کی مضبوطی کی دعا مانگی گئی ہے... اس جامع دعا میں صرف اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے محروم نہ رہنے کی دعا ہی نہیں سکھائی بلکہ یہ دعا ایک مومن بندے کو سکھائی کہ اس ہدایت پر ہم صرف قائم ہی نہ رہیں بلکہ یہ دعا کریں کہ اپنی طرف سے رحمت عطا کر، اپنی اس رحمت کی چادر میں لپیٹ لے جو ہمیشہ ہر شر سے محفوظ رکھے اور ہمارے ایمان میں اضافہ کرتی رہے۔ ہم ایمان میں ترقی کرتے رہیں، ہم ایقان میں ترقی کرتے رہیں، ہم تقویٰ میں ترقی کرتے رہیں، ہمارا ہر آنے والا دن ہمیں ایمان اور تقویٰ میں گزشتہ دن سے آگے بڑھانے والا ہو۔

پس یہ خوبصورت دعا ہمیشہ ہر احمدی کا روزمرہ کا معمول ہونا چاہئے اور اگر حقیقی رنگ میں یہ ہمارا معمول ہو گی تو ہم اپنی کمزوریوں پر نظر رکھنے میں بھی شعوری کوشش کرنے والے ہوں گے۔ اپنی عبادتوں کی طرف بھی دیکھنے والے ہوں گے۔ اپنی عبادتوں اور نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہوں گے اور نتیجۃً نمازیں بھی ہماری حفاظت کر رہی ہوں گی۔ ایسے اعمال بجالانے کی کوشش کرنے والے ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں پسندیدہ اعمال ہیں کیونکہ یہی اعمال ایمان میں اضافے کا باعث بنتے ہیں، ہدایت پر قائم رکھنے والے ہوتے ہیں۔"

(الفضل انٹرنیشنل 12 دسمبر تا 18 دسمبر 2008ء)

سامعین! اَلْوَھَّابُ صفت کا استعمال قرآن کریم میں تین مقامات پر ہوا ہے۔ ایک کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں۔ جن کے متعلق حدیثوں سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً۔ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ کی دُعا بہت پڑھا کرتے تھے۔ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مَیں نے حضورؐ سے عرض کی کہ یا رسولُ اللہ! کیا دل بدل بھی جاتے ہیں؟ تب حضورؐ نے یہ قرآنی دعا پڑھ کر سنائی اور فرمایا کہ امکانی طور پر ہر انسان کے پھسلنے کا خطرہ ہوتا ہے اِس لیے یہ دعا کثرت سے پڑھنی چاہئے۔

(الدرّ المنثور للسیوطی جلد 2 صفحہ 8)

دوسری دو جگہیں جہاں **اَلْوَھَّابُ** صفت کا استعمال ہوا ہے وہ سورۃ ص کی آیات 10 اور 36 ہیں۔ آیت 36 بھی حضرت سلیمانؑ کی ایک دعا پر مشتمل ہے جو یوں ہے۔

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَھَبْ لِیْ مُلْکًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ۔

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اِس (سلیمان) نے (اپنے بیٹے کی حقیقت خدا سے معلوم کر کے) کہا کہ اے میرے ربّ! میرے عیبوں کو ڈھانک دے اور مجھ کو ایسی بادشاہت عطا کر جو میرے بعد آنے والی اولاد کو ورثہ میں نہ ملے تُو بہت بخشنہار ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اِس آیت کے تحت فُٹ نوٹ میں لکھتے ہیں کہ

"یہاں مُلک سے مراد نبوّت یعنی روحانی بادشاہت ہے جو بعد میں آنے والوں کو بھی عطاءِ الٰہی کے طور پر ملتی ہے۔ والد سے ورثہ کے طور پر نہیں۔ اِس لیے حضرت سلیمانؑ نے دُعا کی کہ اے اللہ! روحانی فضل بڑھا۔ دُنیوی ترقی جو اولاد کے ہاتھوں ضائع ہو سکتی ہے مجھے اِس کی خواہش نہیں۔"

حضرتِ خلیفۃُ المسیح الرابعؒ اِس آیت کا ترجمہ کرتے ہیں کہ ایک ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد اُس پر اَور کوئی نہ جچے۔ یقیناً تُو ہی بے انتہا عطا کرنے والا ہے۔

اَور آپؒ اِس آیت کے فُٹ نوٹ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"جب آپؑ کو معلوم ہوا کہ آپؑ کا بیٹا نہ روحانیّت رکھتا ہے نہ حکومت کا اہل ہے تو آپؑ نے خود اس کے لیے بد دعا کی اَور اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ میرے بعد پھر اتنی بڑی سلطنت کسی اَور عطا نہ ہو۔ پس تاریخ سے ثابت ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے بعد وہ سلطنت مسلسل انحطاط پذیر ہوئی۔"

سامعین! تقریر کے آخر پر ایک اہم بات جو قبولیّتِ دعا کے ایک نسخہ کے طور پر جانا جاتا ہے۔ جس کا ذکر اشاروں میں ہم اوپر کر آئے ہیں اب قدرے تفصیل سے کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی دعا کرتے تو اِس میں اللہ تعالیٰ کی صفت **اَلْوَھّابُ** کا بطور خاص ذکر فرماتے جیسے کہتے **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلَی الْوَھَّاب** یعنی پاک ہے میرا ربّ جو عطا کرنے والا ہے۔

(مسند احمد جلد 4 صفحہ 57)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بے شمار دعاؤں میں **اَلْوَھّابُ** صفت کو مخاطب فرماتے۔ اُن تمام دعاؤں کو یہاں بیان کرنا مشکل ہے تاہم ایک کا ذکر کر کے مَیں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ نمازِ تہجد کی دعاؤں میں سے ایک یہ ہے کہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ اَسْتَغْفِرُکَ لِذَنْبِیْ وَاَسْاَلُکَ رَحْمَتَکَ اَللّٰھُمَّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَلَا تُزِغْ قَلْبِیْ بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنِیْ وَھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ **اَلْوَھّابُ**

(أبوداؤد کتاب الادب)

سامعین! حضرتِ مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی دعاؤں میں **اَلْوَھّابُ** صفَت کا استعمال کیا ہے۔

حضرتِ خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں۔

"پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ بیان کرتے ہیں کہ "جنازہ کی نماز جو حضرت اقدس علیہ السلام پڑھاتے تھے سبحان اللہ، سبحان اللہ کیسی عمدہ اور باقاعدہ موافق سنت پڑھاتے تھے۔ سینکڑوں دفعہ آپ کو نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھانے اور آپ کے پیچھے پڑھنے کا اس خاکسار کو اتفاق ہوا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میاں جان محمد مرحوم و مغفور قادیانی فوت ہو گئے تو حضرت اقدس علیہ السلام جنازہ کے ساتھ ساتھ تشریف لے گئے۔ یہ مرحوم آپ کے معتقدوں اور عاشقوں اور فدائیوں میں سے تھا... حضرت اقدس امام موعود علیہ السلام بھی میاں جان محمد مرحوم سے بہت محبت رکھتے تھے۔ حضرت اقدس علیہ السلام کیسے ہی عدیم الفرصت ہوتے مگر جب یہ مرحوم آتے تو آپ سب کام چھوڑ کر مرحوم سے ملتے۔ الغرض جب مرحوم کا جنازہ قبرستان میں گیا تو حضرت اقدس علیہ السلام نے نماز جنازہ پڑھائی اور خود امام ہوئے۔ نماز میں اتنی دیر لگی کہ ہمارے مقتدیوں کے کھڑے کھڑے پیر دکھنے لگے اور ہاتھ باندھے باندھے درد کرنے لگے اوروں کی تو مَیں کہتا نہیں کہ ان پر کیا گزری لیکن میں اپنی کہتا ہوں کہ میرا حال کھڑے کھڑے بگڑ گیا اور یوں بگڑا کہ کبھی ایسا موقع مجھے پیش نہیں آیا" تھا۔ اس لیے بگڑا "کیونکہ ہم نے تو دو منٹ میں نماز جنازہ ختم ہوتے دیکھی ہے۔ پھر مجھے ہوش آیا تو سمجھا کہ نماز تو یہی نماز ہے" یعنی بعد میں عبادت کا حقیقی ادراک حاصل ہوا "پھر تو میں مستقل ہو گیا اور ایک لذّت اور سرور پیدا ہونے لگا اور یہ جی چاہتا تھا کہ ابھی اَور نمازیں لمبی کریں" یعنی پھر آپ نے اپنے ساتھیوں کو بھی ایسی عادت ڈالی، نماز کی لذت ڈالی کہ ان کو بھی اس کا سرور آنے لگا انہوں نے اقرار کیا۔ کہتے ہیں "جب نماز جنازہ سے فارغ ہوئے تو حضرت اقدس علیہ السلام مکان کی طرف تشریف لے چلے۔ ایک صاحب نے عرض کیا کہ: حضور! (علیک الصلوٰۃ والسلام) اتنی دیر نماز میں لگی کہ تھک گئے۔ حضور کا کیا حال ہوا ہو گا یعنی آپ بھی تھک گئے ہوں گے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا:

ہمیں تھکنے سے کیا تعلق۔ ہم تو اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے تھے۔ اس سے اس مرحوم کے لیے مغفرت مانگتے تھے۔ مانگنے والا بھی کبھی تھکا کرتا ہے۔ جو مانگنے سے تھک جاتا ہے وہ رہ جاتا ہے۔ ہم مانگنے والے اور وہ دینے والا پھر تھکنا کیسا۔ جس سے ذرا سی بھی امید ہوتی ہے وہاں سائل ڈٹ جاتا ہے اور بارگاہ احدیت میں تو ساری امیدیں ہیں۔ وہ معطی ہے۔ وہاب ہے۔ رحمان ہے۔ رحیم ہے اور پھر مالک ہے اور اس پہ عزیز ہے" (**تذکرۃ المہدی مولفہ حضرت پیر سراج الحق نعمانیؓ صفحہ 75 تا 78**) پھر تھکنے کا کیا سوال ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس سوچ کے ساتھ اپنی نمازیں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم نے تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت بھی اس عہد کے ساتھ کی ہوئی ہے کہ نمازیں خدا اور رسول کے حکم کے موافق ادا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد کرتے ہوئے نمازیں پڑھیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عہد کو بھی نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔"

(خطبہ جمعہ 13/ فروری 2026ء)